Dar-ul-Andlus
تالیف
تفضیل احمد ضیغم ایم اے
فاضل جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ
نظر ثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد
كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ
اسلامی مہینے اور بدعاتِ مروّجہ

ماہِ محرم میں مروجہ بدعات

islamhouse.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے مگر افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ مہینہ خصوصاً پاکستان کی تاریخ میں فتنہ و فساد اور رسوم و بدعات کا پلندہ بن کے رہ گیا ہے۔ اگر ایک طرف دہشت گردی کی سنگین وارداتیں اس مہینہ میں رونما ہوتی ہیں تو دوسری جانب بے تحاشا رسوم و بدعات کو بھی اسی مہینہ میں دہرایا جاتا ہے اور یوں نئے سال کی ابتداء دہشت گردی اور بدعات سے ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت نے اس مہینہ کو بڑا محترم ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالٰی نے نہ اسے سوگ کیلئے مقرر فرمایا اور نہ ہی توہمانہ خیالات کیلئے ہاں! ہماری دین سے دوری نے اس مہینہ کی اصل صورت بگاڑنے میں کافی کردار ادا کیا ہے اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس میں دو گروہوں نے برابر کا کردار ادا کیا ہے۔ ایک تو وہ گروہ ہے جس کی ساری عبادات ہی اس مہینہ کے ساتھ خاص ہیں اور دوسرے ہم سنی بھائی ہیں جو تقریباً ان ہی کی روش پہ چل نکلے۔

توجہ فرمایئے:

(۱) شیعہ ان دنوں سیاہ ماتمی لباس پہنتے ہیں تو ہم نے ان کے مقابل اپنے بچوں کو سبز کپڑے پہنا کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنانے کی رسم کو ایجاد کیا۔

(۲) انہوں نے تعزیے بنا کے چوکوں میں اور اپنے گھروں کے سامنے اور امام بارگاہوں میں رکھے تو ہم نے اسی طرح مساجد کے سامنے سڑکوں، چوکوں اور چورستوں میں پانی اور دودھ کی سبیلیں لگائیں۔

(۳) انہوں نے مبالغہ آمیز انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے صبر و ضبط کا مذاق اڑا کے انہیں کم ہمت اور مصائب پر صبر کی بجائے ماتم کرنے والا دکھایا تو ہم نے بھی واقعہ کربلا کو واعظین کی مجالس سجا کے اس انداز سے بیان کیا کہ صبر و ہمت سر پیٹ کے رہ گئے پھر ان واعظین کی من گھڑت واقعات پہ مبنی کیسٹیں

بازاروں اور دکانوں میں لگا کے رہی سہی کسر پوری کر دی۔

(۴) انہوں نے چارپائیوں کو الٹا کر کے سوگ منانے کیلئے ننگے پاؤں پھرنا شروع کر دیا تو ہم نے اس مہینہ میں شادی بیاہ اور خوشی کے تمام کاموں پر مستقل پابندی لگا کے سوگ منایا۔

(۵) جب دس محرم کا دن آیا تو شیعہ حضرات تعزیہ اور جلوس لے کر ماتم اور سینہ کوبی کیلئے گھروں سے باہر نکلے تو ہم بھی اپنی بہو بیٹیوں کو لے کر قبرستان قبروں کی لیپا پوچی کیلئے چل دیئے۔ اس کے علاوہ ہم تو ہم پرستوں نے نہ جانے کیا کیا کچھ کیا۔ کجیاں ٹھوٹھیاں بھریں، کسی نے کھیر کے پیالے بانٹے، کسی نے نیاز حسین کے نام پر حلیم پکایا اور جب انہوں نے گھوڑا نکالا تو ہم نے یہ مشہور کر دیا کہ اس کے نیچے سے اگر بچوں کو گزارا جائے تو وہ بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں ۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو دونوں کوچۂ جاناں میں جا ملے

برادران اسلام! شیعہ نے تو یہ کام کرنے ہی تھے ہمیں دکھ اس وقت محسوس ہوتا ہے جب اپنے بھی ان کے ہموا بن جائیں۔ ہمیں اپنوں سے یہ توقع تو ہرگز نہیں تھی۔ شیعہ کی نقالی میں ہم جو کام کرتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک صرف اصلاح کی نیت سے حوالہ قرطاس کئے جا رہے ہیں۔

(۱) رلا دینے والی تقاریر:

جیسے ہی ماہ محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے بازاروں اور دکانوں پہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے رلا دینے والی تقاریر لگائی جاتی ہیں۔ جس میں تقریر کرنے والے بھی روتے ہیں اور سننے والوں کو بھی رلایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ چیز خانوادہ رسول ﷺ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تو اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو صبر و ہمت کا پیکر ہے بلکہ صبر و ضبط، تحمل و برداشت اور ہمت و استقامت کے چشمے یہیں سے پھوٹتے ہیں۔ کائنات نے

ان سے زیادہ صبر والا خاندان اور کوئی نہیں دیکھا کہ جن کے نانا نے ۱۳ سال مکہ میں بسر کرتے ہوئے پہاڑ جیسے ظلم برداشت کئے مگر زبان سے آہ تک نہ کی کہ صبر پر حرف نہ آئے کیا ان کا نواسہ (نعوذ باللہ) بہادر نہیں تھا۔۔۔؟ شہادت تو ایک انمول اعزاز کو کہتے ہیں جس پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فائز ہوئے شہادتیں رونے کیلئے نہیں ہوتیں ۔اسلام کا چہرہ شہیدوں کے خون سے ہی دمک رہا ہے ہاں! کسی قوم کیلئے رونے والی بات یہ ہوتی ہے کہ اس کے افراد سے شہادت کا جذبہ ختم ہو جائے انہیں شہادت سے نفرت ہو جائے اس کے جوان موت سے نفرت اور زندگی سے محبت کرنے لگ جائیں اس پر جتنا زیادہ رویا جائے کم ہے مگر شہادت پر رونا اور بین ڈالنا صبر کے خلاف ہے۔

اگر شہادتیں رونے کیلئے ہی ہیں تو پھر کیا شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کم دردناک تھی؟ جن کے جسم کے اعضاء کاٹ کر ہار پرو لئے گئے کلیجہ نکال کر چبایا گیا اپنے چچا کی یہ حالت دیکھ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل زخمی ہوگیا مگر دیکھئے تو۔۔۔شہادتوں پر صبر کے کیسے عظیم سبق سکھا دیئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جب بھائی کی لاش دیکھنے کا مطالبہ کیا تو انہیں لاش دیکھنے سے روک دیا کہ کہیں انکے صبر کا بندھن ٹوٹ نہ جائے اور ۔

کہا روکو میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکا نہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہ
بہن کو رنج دے شاید کہ دید چہرہ حمزہ

ان کی شہادت پہ تو واعظین کی آنکھوں نے کبھی آنسو نہیں برسائے اور نہ ہی کبھی ہائے وائے کا واویلا مچایا گیا اور اک لمحہ سوچئے تو ....کیا سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کم دردناک تھی؟ جنہیں سولی کے کھمبے پر چڑھا کر تیروں اور نیزوں کے کچوکوں سے چھید چھید کے شہید کیا گیا تھا' کیا سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کم دردناک تھی جن کے جسم کا ایک ایک

عضو کاٹ کے انہیں شہید کیا گیا تھا' شہادت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بھول گئے جنہیں شرمگاہ میں نیزہ مار کر انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا تھا لیکن ان تمام کی شہادتوں پر نہ مرثیے بنے نہ واعظین نے مجمع کو رلایا اور نہ ہی ذاکروں کی زبانوں نے درد و کرب کی تصاویر کو کھینچا۔ اسلام کا چہرہ خونِ شہیداں سے ہی گلنار ہے اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو سال بھر کے دنوں میں سے شاید ہی کوئی دن شہادتوں سے خالی ہو............ پھر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو ہی رونے رلانے اور المناک مرثیے پڑھنے کے ساتھ خاص کیوں کر لیا گیا بات اصل میں یہ ہے کہ ہم دوسروں کی دیکھا دیکھی نقالی میں کام کرنے کے بڑے عادی ہیں۔ ہندوؤں نے کوئی میلہ ٹھیلہ لگایا یا دن منایا تو ہم نے بھی منانا شروع کر دیا' عیسائیوں نے کرسمس کارڈ شروع کیا تو ہم نے عید کارڈ کو جاری کر دیا۔ اسی طرح سوگ منانے کا کام بھی ہم نے نقالی میں شروع کیا ہے۔

تاریخ کی مشہور کتاب '' تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی جلد دوئم'' میں لکھا گیا ہے کہ ۳۵۲ھ میں معزالدولہ نے حکم دیا کہ میری حکومت کے تمام باشندگان ۱۰ محرم الحرام کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں دکانیں بند کر دیں اور خرید و فروخت چھوڑ کے ماتمی لباس پہنیں تب پھر عورتیں اپنے بال کھولے چہروں کو سیاہ کر کے سڑکوں اور بازاروں میں مرثیے پڑھتیں' منہ نوچتیں' اور چھاتیاں پیٹتیں ہوئی نکلیں۔ اگلے سال معزالدولہ نے پھر یہی حکم دیا شیعہ نے تو اسے بخوشی قبول کر لیا لیکن سُنّیوں نے اس خلاف شرع کام کو برداشت نہیں کیا۔

اس طرح دو گروہ بن گئے۔ شیعہ نے تو ہر سال اہتمام سے یہ کام شروع کر دیا اور سنی مسلمان یہ کام نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن برصغیر کے مسلمانوں میں چونکہ نقالی کی ایک عادت ہے اس لئے انہوں نے سینہ کوبی اور ماتم کو تو اختیار نہ کیا لیکن شیعہ جس طرح دردناک انداز میں مرثیے پڑھتے اور عزاداری کی مجالس کا انعقاد کرتے تھے ان کو دیکھ کر ہمارے واعظین نے کوشش کی کہ کیوں نہ ان سے بھی زیادہ دردناک انداز میں شہادت حسین اور واقعہ کربلا کو بیان کیا جائے۔ بس یہیں سے اس کام کا آغاز ہو گیا۔ آہستہ آہستہ یہ ایک فن بن گیا کہ کون سب سے زیادہ دردناک انداز میں بیان کرتا ہے......؟ جو کسی کے ذہن میں آیا شہادت

حسین کے ساتھ منسوب کر دیا۔ غمناکی کا نقشہ کھینچنے کیلئے کئی جھوٹ ساتھ ملائے۔ آج سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے صبر و ہمت کا مذاق اڑانے والے اور رونے رلانے والے بہت ملیں گے۔

ایسے اداکار واعظین کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے:

« إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَأَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ » [1]

''تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ اور قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے اور منہ بھر کر کلام کرنے والے ہیں''۔

یقیناً ایک عالم آدمی کی تقریر میں تصنع اور بناوٹ والی چیزیں نہیں ہوتی بلکہ اس میں ایک عالمانہ شان ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی پابندی کا انداز جھلکتا ہے اور وہ بین ڈالنے سے بھی قطعاً پرہیز کرتا ہے اللہ ہمیں فلسفہ شہادت کو سمجھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنانا

محرم کے دنوں میں ایک دوسرا کام شریعت سے ہٹ کے ہم یہ کرتے ہیں کہ بچوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنایا جاتا ہیں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اپنے چھوٹے بچے کو سبز کپڑے پہنا کے کہا جاتا ہے کہ اسے ہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنا دیا ہے پھر گھر گھر

---

[1] حسن جامع ترمذی ابواب البر والصله۔

لوگوں کا دروازہ کھٹکھٹا کے فقیروں کی طرح عورتیں اور جوان لڑکیاں مانگتی پھرتی ہیں کہ ہمارا بیٹا یا بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بن گیا ہے اس لئے کچھ دو۔ اگر پوچھا جائے کہ وہ کیوں منگتا بن گیا ہے؟ اسے کیا ضرورت پیش آئی بھکاری بننے کی؟ جواب ملتا ہے اللہ نے مدت کے بعد بچہ عطا کیا ہے اگر اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنا کے ان کے نام پہ کچھ مانگ کے کھلا دیا جائے تو اللہ ﷺ سے بیماری سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ایک دو نہیں سینکڑوں تو ہم پرست انسان اپنے بچوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنائے گھر گھر مانگ رہے ہیں۔ ارے .... ان عقلمند لوگوں کو کیا ہو گیا اگر اس طرح منگتا بنانا جائز ہوتا تو کسے معلوم نہیں حسنین کے نانا محمد عربی ﷺ سے زیادہ مرتبے والا انسان نہ تو آج تک پیدا ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہو گا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کا منگتا بنا لیتے ان کے نام کا مانگ کے بچوں کو کھلا دیتے کہ وہ بیماریوں سے محفوظ ہو جائیں۔ اور کچھ نہیں تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہی اپنے بچوں کو نانا کا منگتا بنا لیتے مگر ایسا کام نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور نہ ائمہ دین نے۔

پھر جس بچے کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بناتے ہیں اس کے سر پر بالوں کی ایک لٹ سی رکھ دیتے ہیں اور اردگرد سے بال مونڈھ دیں گے درمیان میں بالوں کی لٹ کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ بچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا ہے۔ حالانکہ یہ کام صریحاً حدیثِ رسول ﷺ کے منافی اور فرامینِ رسول ﷺ سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ سر پر اس طرح سے کچھ بالوں کا چھوڑنا عربی میں قزع کہلاتا ہے اور نبی صلی اللہ نے اس سے روکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ »[1]

''رسول اللہ ﷺ نے قزع (کچھ بالوں کے مونڈھنے) سے منع فرمایا۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب اللباس۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

« رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَا هُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ » ①

''رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر پر کچھ بال مونڈے ہوئے ہیں اور کچھ چھوڑے ہوئے ہیں تو آپ نے انہیں اس سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ اس کے سارے بال مونڈ دو یا سارے بال چھوڑ دو''۔

کیا آج اس طرح بالوں کی ایک لٹ چھوڑ کے حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بنانے والے فرمان رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں کرتے اور پھر اللہ کا فقیر اور مانگت بننے کی بجائے بندے کا مانگت بنا پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں دوٹوک فرما دیا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴾

[الفاطر : ١٥]

''اے لوگو! تم سب اللہ کے فقیر ہو اور اللہ بے پرواہ تعریف کیا گیا ہے''۔

کیا بندے کا فقیر بن کے مانگنا اور اسے بیماریاں دور کرنے والا اور نفع و نقصان کا مالک سمجھنا عقیدہ توحید کے منافی نہیں ......؟ اور کیا ایسا کرنے والوں کے پاس قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے یا وہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے ایسا عمل ثابت کر سکتے ہیں...؟

دودھ کی سبیلیں اور کجیاں ٹھوٹھیاں

محرم کے حوالہ سے تیسرا کام جس کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں وہ ہے کجیاں ٹھوٹھیاں بھرنا۔ آج تک ہمیں اس چیز کی سمجھ نہیں آ سکی کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے کجیوں

---

① صحیح مسلم، کتاب اللباس باب کراھیة القزع۔

ٹھوٹھیوں کا کیا رشتہ وتعلق ہے۔ محرم کی آمد کے ساتھ ہی کئی دکاندار کجیوں کا ڈھیر لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جیسے ہی دس محرم کا سورج طلوع ہوتا ہے عورتیں اور مرد بھی ان کجیوں میں لسی یا دودھ ڈالتے ہیں ٹھوٹھیوں میں حلوہ یا کھیر بھرتے ہیں اور بچوں میں بانٹنا شروع کر دیتے ہیں کچھ دوسرے ہیں کہ مٹی کے کچے پیالے لے کر ان میں کھیر ڈال کر بانٹتے ہیں کچھ حلیم کی دیگیں پکا کر تقسیم کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور کام جو ہوتا ہے وہ ہے میٹھے پانی یا دودھ کی سبیل لگانا ہر چوک اور محلے میں اس کا انتظام ہوتا ہے ہر آنے جانے والے کو گلاس یا مٹی کے پیالے میں پانی بھر کے دیا جاتا ہے۔ اے ہوش وخرد کے مالک لوگو! اللہ کیلئے اتنا بتا دو ان چیزوں کا شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق ہے؟

بعض کہتے ہیں کہ اس دن چونکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو پانی نہیں ملا تھا اس لئے لوگوں کے لئے پانی پینے پلانے کا اہتمام کیا جاتا ہے پھر یہ کہاں کی محبت ہوئی کہ انہیں تو اس دن پانی نہیں ملا تھا اور ہم اس دن شربت اور دودھ پئیں۔ وہ تو بھوکے پیاسے شہید ہوں اور ہم اس دن نیاز حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے پیٹوں کو بھریں۔ کیا محرم کے مہینہ میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ اعمال کیا کرتے تھے......؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا اس لئے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا کی سنت کے خلاف چلنے والے ہرگز نہیں تھے اور ان کے نانا حضرت محمد ﷺ کی سنت کیا ہے۔ وہ محرم کے مہینے میں اس طرح کھانے پینے کی بجائے روزے کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« سُئِلَ اَیُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ وَاَیُّ الصِّيَامِ اَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَالصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ وَاَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ » [1]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم۔

"رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے اور ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں آپ نے فرمایا نماز رات کی اور روزے محرم کے"۔

محرم کے دنوں میں روزے رکھنا پیغمبر کائنات ﷺ نے افضل عمل قرار دیا ہے اور فرضیت رمضان سے قبل عاشورا کا روزہ فرض تھا جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو عاشورہ کا روزہ نفلی قرار پایا۔ نبی ﷺ کو اس روزہ سے اس قدر محبت تھی کہ آخری عمر تک یہ روزہ رکھتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

« حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَوْمٌ يُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ يَاتِ العَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [1]

"رسول اللہ ﷺ نے جب عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس روزے کے رکھنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ دن تو ایسا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو انشاء اللہ ہم نویں (۹ محرم) کا روزہ رکھیں گے پس اگلا سال نہ آنے پایا کہ رسول ﷺ وفات پا گئے"۔

کتنے دکھ کی بات ہے کہ نبی رحمت ﷺ تو اس دن روزہ رکھیں، صحابہ رضی اللہ عنہم روزہ رکھیں اور نبی ﷺ روزہ رکھنے کا حکم بھی دیں اور ہم ان کے امتی ہو کر اس دن کھانے پکا کے سبیلیں لگا کے لوگوں کو روزہ رکھنے سے بالکل ہی روک دیں بتایئے کیا اس دن نبی علیہ السلام کے فرمان پر

---

[1] صحیح مسلم صوم یوم عاشوراء۔

عمل کرتے ہوئے روزہ رکھنا بہتر ہے یا اپنی بنائی ہوئی ایک سوچ اور رسم پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو روزہ رکھنے سے روکنا......؟ کیا اس طرح ہم لوگوں کو ایک نیک عمل سے روکنے کا سبب نہیں بنتے۔ کیا اس دن سبیلیں لگانے' رنگا رنگ کھانے پکانے اور کجیاں ٹھوٹھیاں بھرنے کا حکم رسول مکرم ﷺ نے دیا ہے کیا یہ حکم صحابہ یا ائمہ دین نے دیا ہے اگر آپ ذہن پہ تھوڑا سا زور دے کر سوچیں تو آپ ﷺ س نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ یہ حکم تو ہمیں صرف ہمارے مولوی نے دیا ہے اور دین اسلام تو قرآن حکیم اور پیارے حبیب ﷺ کے فرامین کا نام ہے کسی مولوی یا فقیہہ کو اپنی طرف سے دین وشریعت میں تبدیلی کی کوئی اجازت نہیں۔

محرم کے مہینہ کو سوگ کا مہینہ قرار دینا

محرم کے مہینہ میں چوتھا کام یہ ہوتا ہے کہ محرم کے مہینے کو سوگ کا مہینہ قرار دے کر اپنے اوپر خوشیوں اور مسرتوں کو حرام ٹھہرا لیا جاتا ہے شادی بیاہ پر مکمل پابندی لگا دی جاتی ہے۔ اور اس مہینہ میں شادی کرنا اور رخصتی کرنا منحوس سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ محرم سے پہلے شادیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ تقریباً ہر چوک اور گلی شادی کیلئے لگائے گئے شامیانوں سے بلاک نظر آتی ہے جیسے ہی محرم کا مہینہ شروع ہوا سوگ کی مختلف صورتوں پر عمل شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ فلم انڈسٹری سے لے کر سیاست تک سب ہی اس سوگ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گانے بھی چلتے ہیں حالانکہ اس وقت مسلمان روزے سے ہوتا ہے اور گانا سننا روزے کی خرابی کا باعث بھی ہے لیکن رمضان المبارک میں گانے بند نہیں ہوتے اور محرم میں بند ہو جاتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ محرم کے مہینہ میں گانے چلائے جائیں۔ جو چیز حرام ہے وہ حرام ہی رہے گی خواہ مہینہ کوئی بھی ہو ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس مہینہ کو سوگ کا مہینہ سمجھنا کیسا ہے؟ کیا اس کا حکم اللہ رب العزت نے دیا ہے یا پیارے مدنی پیغمبر ﷺ نے دیا ہے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے........؟

بعض کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس لئے یہ سوگ کا مہینہ ہے کتنے تعجب کی بات ہے۔ اے عزیزانِ محترم! شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچاس سال بعد پیش آیا اور دین تو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مکمل ہو گیا تھا۔ خود رب کعبہ نے ان کی زندگی میں ارشاد فرمادیا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدة: ٣]

''آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو بھی تم پر مکمل فرما دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین چن لیا''۔

جب دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مکمل ہو گیا تھا خوشی اور غم کے تمام مواقع اور اصول ان کی حیات مقدسہ میں ہی مقرر کر دیے گئے تھے تو کیا وہ دین جسے اللہ نے ہمارے لئے پسند فرمایا جسے ہم ''اسلام'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس میں کہیں محرم کے مہینہ کو سوگ کے لئے خاص کیا گیا ہے..................؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں شریعت سازی کا حق کس نے دیا ہے کہ ہم اپنی مرضی سے جس مہینہ کو چاہیں سوگ والا مقرر کر دیں۔

اگر شہادتوں کے برس ہا برس تک سوگ منانے کا کوئی جواز ہوتا تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اس لائق تھی کہ سوگ منایا جاتا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت حمزہ کے بعد ۸ سال تک زندہ رہے۔ مگر کبھی انہوں نے شوال کے مہینہ کو جس میں احد کی جنگ ہوئی سوگ کیلئے خاص نہیں کیا۔ غزوہ موتہ جس کا وقوع جمادی الاولیٰ ۸ھ کو ہوا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جن کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے آپ کو ان کی شہادت کا بہت رنج تھا مگر جمادی الاولیٰ کے مہینہ کو کبھی سوگ کیلئے خاص نہیں کیا۔

میت پر سوگ کی شرعی مدت

شریعت میں میت پر سوگ کی مدت تین دن مقرر کی گئی ہے کسی مرد وعورت کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہاں جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ اپنے شوہر کیلئے چار ماہ دس دن سوگ کیلئے زیب و زینت کو ترک کرے گی اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے:

« عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِی سَلمَةَ قَالَتْ لَمَّا جَآءَ نَعیُ اَبِی سُفیَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ اُمُّ حَبِیْبَةَ بِصُفْرَةٍ فِی الْیَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَیْهَا وَذِرَاعَیْهَا وَقَالَتْ اِنْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا لَغَنِیَّة لَوْلَا اَنّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَیْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا » ①

'' حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں جب ملک شام سے حضرت ابوسفیان کے فوت ہونے کی خبر آئی تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ نے تیسرے دن زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اپنے رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمایا مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو عورت اللہ ﷺ ور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کیلئے کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں البتہ خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے گی۔ (یاد رہے ابوسفیان ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ کے والد تھے)

---

① صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب احداد المرأة علی غیر زوجه ۔

ایک روایت میں ہے:

«تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهِ قَالَتْ نُهِينَا اَنْ نُحِدَّ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا لِزَوْجٍ» [1]

''ام عطیہ رضی اللہ عنہا (صحابیہ) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا انہوں نے تیسرے دن زرد خوشبو منگوا کر اپنے بدن پر لگائی اور کہا ہم کو خاوند کے سوا اور کسی کیلئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے روک دیا گیا ہے''۔

مذکورہ روایات کے علاوہ کتب' احادیث میں کئی روایات موجود ہیں جن میں میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی زیادہ عظمت و رفعت والی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔

غور فرمایئے! امام کائنات حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر عظمت والی کوئی ہستی ہو سکتی ہے.........؟ اگر برس ہا برس تک سوگ منانا جائز ہوتا تو انکی وفات اس قابل تھی کہ مسلمان ہر سال کاروبار بند کیا کرتے اور جوش و خروش سے سوگ مناتے لیکن نہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر سال سوگ منایا اور نہ ہی حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے یہ کام کئے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم نہ تھا یا وہ وفادار نہ تھے اور نہ ہی ان کی وفات پر سوگ موجودہ زمانے کے لوگ مناتے ہیں۔ مگر سانحہ کربلا کو قریباً چودہ سو سال کا عرصہ بیت گیا کیا اب تک سوگ ختم نہیں ہوا۔ ایک خاص گروہ نے تو یہ کام کرنا ہی تھا ہمیں شکوہ اپنے بھائیوں سے ہے اور شکایت آدمی اپنوں سے ہی کیا کرتا ہے جو دوسروں کی نقالی میں احادیث کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔

ماہ محرم میں شادی پر پابندی

شادی کرنا ایک خوشی و مسرت والا کام ہے چونکہ محرم کے مہینہ کو ماہ غم سمجھ لیا گیا ہے اس لئے اس مہینہ میں شادی کرنا بڑا معیوب کام سمجھا جاتا ہے اس کے علاوہ توہم پرست لوگوں

نے اور بھی کئی تصوراتی کام گھڑ لئے ہیں۔ مثلاً اس مہینہ کے پہلے دس دنوں میں اگر کوئی اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو اولاد منحوس ہوگی یا ناقص العقل ہوگی۔ شادی ہو تو شادی مبارک نہ ہوگی یہی خیال عرب کے جاہل لوگوں کا تھا وہ شوال کے مہینہ کو منحوس سمجھتے اور اس میں شادی نہیں کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے ان کے اس خیالِ باطل کو توڑنے کیلئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی شوال میں کی اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔ (مزید وضاحت کیلئے ملاحظہ فرمائیں ہمارا کتابچہ ماہ صفر منحوس کیوں؟)

کیا ہم یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ شریعت میں کس جگہ محرم کے مہینہ میں شادی سے روکا گیا ہے۔ کیا کوئی ہلکا سا اشارہ بھی ملتا ہے......؟۔ یہ تو دین میں سختیاں ہیں جو ہم نے اپنی طرف سے لگا لیں کہ ایک گروہ ان دنوں ننگے پاؤں پھرتا ہے گرمی ہو یا سردی جوتا نہیں پہنتے' چارپائیوں کو الٹا کر دیتے ہیں کہ آرام سے نہ سو سکیں اور دوسرے گروہ نے شادی اور خوشی سے روک کر دین میں سختی کو شامل کیا۔ اسلام میں ایسی سختیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔

دین میں سختی کرنے والوں کو نبی ﷺ کی تنبیہہ:

« عَنْ اِبْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُوْدُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي اَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّقُوْدَهُ بِيَدِهِ » [1]

'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے طواف کرتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ دوسرے آدمی کو اسکی ناک میں رسی ڈال کر (گھوڑے کی طرح) طواف کروا رہا ہے آپ نے وہ رسی کاٹ دی پھر فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے طواف کرا''۔

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے:

---

[1] صحيح بخاری، کتاب الايمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفی معصية۔

''نبی ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آدمی کو دیکھا کہ دھوپ میں کھڑا ہے آپ نے اسکے اسطرح کھڑے ہونے کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص ابو اسرائیل ہے اس نے یہ منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا نہ بیٹھے گا نہ سایہ میں آئے گا نہ بات کرے گا اور نہ کھائے پیئے گا۔ نبی ﷺ نے اس کے اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

« مُرُهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ » ①

اس کو کہو بات کرے اور سائے میں آجائے بیٹھ جائے اور اپنے روزے کو پورا کرے۔''

ایک اور روایت میں ہے نبی ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے سہارے سے چلتا ہوا پیدل بیت اللہ کا حج کرنے کیلئے جا رہا ہے تو فرمایا:

« اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسه » ②

''اللہ ﷺ س چیز سے بے پرواہ ہے کہ یہ اپنی جان کو تکلیف دے''۔

پیارے بھائیو! سوچیے کیا شادی بیاہ سے رک جانا' نئے کپڑے پہننا اور بیوی سے ہم بستری کو اپنے لئے حرام کر لینا نفس کو عذاب میں مبتلا کرنے والی چیز نہیں یقیناً یہ دین میں سختیاں ہیں اور اللہ ﷺ ن چیزوں سے بے پروا ہے۔

آیئے ہم امام احمد رضا صاحب سے پوچھ لیتے ہیں وہ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

احمد رضا صاحب کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وخلیفہ مرسلین ذیل میں

۱۔ بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النذر فیما لا یملك وفی معصیة ۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النذر فیما لا یملك وفی معصیة ۔

دیتے ہیں اور کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اتارتے۔

۳۔ ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا

الجواب: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

(حوالہ احکام شریعت مسئلہ نمبر ۵۰ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ)

گویا احمد رضا کے نزدیک اس مہینہ میں سوگ حرام ہے اور یہ چیزیں جہالت پر مبنی ہیں پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم حرام چیزوں کو اختیار کرتے اور جہالت کی جانب سفر کرتے ہیں۔

قبروں پر لیپا پوتی کرنا:

ایک اور کام محرم میں یہ ہوتا ہے کہ یکم محرم سے ہی قبرستانوں میں مٹی کی ٹرالیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ جوں جوں ۱۰ محرم کا دن قریب آتا جاتا ہے قبرستان کی رونق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ۱۰ محرم کا دن طلوع ہوتا ہے تو ایک گروہ تو ماتم اور سینہ کوبی کیلئے اور گھوڑا نکالنے کیلئے گھروں سے نکلتا ہے تو دوسرا جوان بہو بیٹیوں کو لے کر قبرستانوں کی جانب نکلتا ہے پھولوں اور اگر بتیوں کے سٹال لگتے ہیں۔ مرد و زن اکٹھے مٹی ڈالنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ ۱۰ محرم کو قبرستان تو قبرستان لگتا ہی نہیں وہ تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مینا بازار ہو کثیر تعداد میں مرد موجود ہوتے ہیں تب بھلا مٹی ڈالتے وقت پردہ کون کرتا ہے اور توہم پرستوں نے ایسی ایسی داستانیں گھڑ لی ہیں کہ اللہ کی پناہ مٹی ڈالنے کے بعد قبر

پر کھڑے ہو کے شیرینی بانٹی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے اگر کوئی مٹی ڈالنے کے بعد شیرینی نہ بانٹے تو قبر والے پر بوجھ رہتا ہے یہ سب من گھڑت چیزیں ہیں۔

قبروں کی زیارت کا حکم تو نبی ﷺ نے اسلئے دیا ہے کہ اس سے آخرت کی یاد آئے اگر وہاں مینا بازار لگا دیا جائے تو آخرت کی یاد کب آئے گی ہاں بے پردگی کی وجہ سے شاید گناہ مزید بڑھ جائیں۔ دنیا میں اگر کوئی بہترین قبرستان ہے تو وہ جنت البقیع ہے کیا دور نبوی ﷺ یا دور صحابہ میں کبھی وہاں دس محرم کو اس طرح میلہ لگا تھا یا مٹی اور پھولوں کا اہتمام ہوا تھا.......؟۔

اللھم اھدنا لاحسن الاخلاق والاعمال لا یھدی لاحسنھا الا انت۔